

پیامِ حضور فیضِ عالم

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(مع تذکرۂ مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ)

۱۷ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ / 23 اگست 2024ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان (مرکزی دفتر) جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

Jamia Nizamia Rizvia Like our Page

You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ۔[لقمٰن 15:31]

انسان کی زندگی میں بہت مرتبہ اَن ہونی ہو جاتی ہے اور ربِّ کریم اپنی قدرت کا ایسا کرشمہ ظاہر فرماتا ہے کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ ایک ایسا ہی واقعہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا: کسی صاحب نے ایک جگہ خیمہ لگایا تو کچھ دیر بعد خیمے کے نیچے سے آواز آنے لگی، توجّہ کی تو پتا چلا کہ نیچے کسی پیارے کی قبر ہے جو سورۂ ملک کی تلاوت کر رہا ہے، حتّٰی کہ اُس نے پوری سورۂ مبارکہ کی تلاوت کی۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ بہت تعجب خیز تھا۔ صاحبِ خیمہ حقیقتِ حال جاننے کے لیے اُس بارگاہ میں حاضر ہوئے جہاں عطائے ربِّ ذوالجلال سے ہر چیز کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ ماجرا عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ، تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔» ”یہ سورت روکنے والی ہے، یہ نجات دینے والی ہے، پڑھنے والے کو عذابِ الٰہی سے نجات دے گی (دُنیا میں گناہوں سے، موت کے وقت بُرے خاتمہ سے، قبر میں تنگی سے اور آخرت میں دہشت و سخت عذاب سے بچائے گی)۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2890)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ”عمل“ کا مقام دُنیا ہے، قبر و آخرت جزا و سزا کا مقام ہے۔ انسان جب دُنیا سے چلا جاتا ہے تو اُس کے اعمال کا سلسلہ رُک جاتا ہے، پھر یہ صاحب اپنی قبر میں سورۂ ملک کی تلاوت کیسے کر رہے تھے؟ محدثین نے لکھا: دُنیا سے جانے کے ساتھ ہی اعمال کی پابندی ختم ہو جاتی ہے، وفات پانے والا کسی عمل کا مکلّف نہیں رہتا، تاہم بعض پیاروں کو کچھ اعمالِ صالحہ سے اتنا گہرا لگاؤ ہوتا ہے کہ اُن کی چاہت کو پورا کرنے کے لیے وفات کے بعد بھی اُن کے پسندیدہ کاموں کی اجازت دی جاتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، زیرِ حدیث: 2154)

حضرتِ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی پوری زندگی میں لوگوں کو دینِ متین کا سبق پڑھایا اور ایسا فیض بانٹا کہ اُنھیں ”فیضِ عالَم“ کہا جانے لگا، اگرچہ آپ 981 سال پہلے ۲۰ صفر المظفر ۴۶۵ھ / 1072ء کو وصال فرما گئے تھے، مگر لگتا ہے کہ آپ کو خلقِ خدا کی بھلائی کے لیے ”فیض بانٹنے“ سے ایسا لگاؤ تھا کہ ربّ تعالیٰ نے اپنے کرم سے یہ اجازت عطا فرما دی کہ قیامت تک اپنے مزار میں پُر سکون رہو اور سچ مچ ”فیضِ عالَم“ بن کر ایک جہان کو فیض تقسیم کرتے رہو۔

اِس سال آپ کا 981 واں عرسِ مبارک ۱۸، ۱۹، ۲۰ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ / 24، 25، 26 اگست 2024ء، بروز ہفتہ، اتوار اور پیر کو منعقد ہو رہا ہے۔

کسی بھی بزرگ کا عرسِ مبارک جہاں اُس سے اِظہارِ محبت کا موقع ہوتا ہے، وہاں اُس کی تعلیمات کو سیکھ کر اُس کے نقشِ قدم پر چلنے کا بھی سبق دیتا ہے۔ عرسِ فیضِ عالم علیہ الرحمہ کے موقع پر تمام غلامانِ گنج بخش کو ایصالِ ثواب کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہیے اور آپ کی تعلیمات سیکھ کر اُن پر عمل کی بھی خوب کوشش کرنی چاہیے۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں ”پیامِ حضور فیضِ عالَم رحمۃ اللہ علیہ“ کے عنوان سے کچھ باتوں کا تذکرہ ہو گا۔

پیامِ حضور فیضِ عالَم رحمۃ اللہ علیہ... عدمِ خوفِ لَومَتِ لائم

ربّ تعالیٰ اپنے بندے کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے، ایک آزمائش یہ بھی ہوتی ہے کہ جب انسان دین پر عمل کرتا ہے یا دین کا پیغام دوسروں تک پہنچاتا ہے تو بعض لوگ اُس پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، آوازیں کَستے ہیں اور دل آزاری کرتے ہیں۔ یہ عمل در حقیقت ناپختہ اور کامل ایمان والوں کی پہچان کرواتا ہے... پختہ دین دار طعنوں کی پرواہ کیے بغیر اُسی راستے پر چلتا رہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو، جب کہ کمزور شخص لوگوں کے طعنوں سے گھبرا کر دینی تقاضے چھوڑ دیتا ہے اور کئی سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

دین کی وجہ سے طعن و تشنیع انبیائے کرام علیہم السلام پر بھی کی گئی، بلکہ خود امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، مگر ہر دَور میں محبوبانِ خدا کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ ہمیشہ اپنے ربِّ کریم کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خالقِ کائنات نے اپنے پیاروں کی ایک خوبی یہ بھی بیان فرمائی: وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ۔ "وہ (رضائے الٰہی کے مقابلے میں) ملامت کرنے والوں کی ملامت (طعن و تشنیع) سے نہیں ڈرتے۔" [المائدۃ 5:54]

لوگوں کی پرواہ کیے بغیر دینی تقاضوں کو پورا کرنا ایسا عمل ہے جس پر بارگاہِ الٰہی سے بے پناہ نوازشات ہوتی ہیں۔ فیضِ عالَم حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ بیتی تحریر فرمائی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا، (روحانی رکاوٹ پیدا ہوئی) مَیں نے اُس کے حل کی اُمّید پر بہت مجاہدات کیے، مگر وہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ اِس سے پہلے ایک مرتبہ مجھے ایسی ہی مشکل پیش آئی تھی، تب مَیں حضرت بایزید / ابویزید طَیفور بن عیسٰی بَسطامی علیہ الرحمہ[1] (م:۲۶۱ھ / 874ء) کے مزارِ پُر انوار پر مُجاوِر (ہر وقت حاضر) رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ حل ہو گئی تھی۔ اب کی بار بھی مَیں نے وہیں کا ارادہ کیا اور اُن کی تربتِ اطہر پر تین ماہ تک مجاوِر رہا، ہر روز تین مرتبہ غسل اور تیس مرتبہ وضو کرتا؛ تاکہ (اِس کی برکت سے) مسئلہ حل ہو جائے، مگر وہ کسی بھی طرح حل نہ ہوا۔

چنانچہ مَیں وہاں سے خُراسان (ایران کے ایک صوبہ) کی طرف روانہ ہوا، رات کو کسی گاؤں میں پہنچا، وہاں ایک خانقاہ میں کچھ (بناوٹی) صوفی موجود تھے، مَیں نے کُھردرے ٹاٹ کا کُرتا (معمولی لباس) پہنا ہوا تھا اور فقط دو چیزیں پاس تھیں: ایک لاٹھی اور ایک کوزہ۔ اُن کی نظر میں مَیں بہت حقیر و کمتر تھا اور کوئی بھی مجھے جاننے والا نہیں تھا۔ وہ آپس میں کہنے لگے: "یہ ہم میں سے نہیں ہے" اور اُنھوں نے سچ کہا کہ مَیں اُن (جھوٹے صوفیوں) میں سے نہیں تھا۔ بہر حال مجھے وہ رات وہاں گزارنا پڑی۔

اُنھوں نے مجھے ایک چبوترے پر بٹھا دیا اور خود اُس سے بالائی جگہ پر چلے گئے۔ کھانے کے لیے اُنھوں نے مجھے باسی روٹی دی جو پھپھوندی (اُلّی) لگنے کی وجہ سے سبز ہو چکی تھی اور وہ خود عمدہ کھانا کھا رہے تھے، جس کی خوشبو مجھے بھی آ رہی تھی۔ وہ بالا خانے پر بیٹھے مجھ

---

[1] اَلْبَسْطَامِیّ: بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَسُكُوْنِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِ الطَّاءِ۔ هٰذِهِ النِّسْبَةُ إِلٰى بَسْطَامٍ، وَهِيَ بَلْدَةٌ بِـ"قُوْمَسٍ" مَشْهُوْرَةٌ، مِنْهَا أَبُوْيَزِيْدَ الْبَسْطَامِيُّ الْأَكْبَرُ وَاسْمُهُ طَيْفُوْرُ بْنُ عِيْسٰى۔ (اللباب فی تہذیب الأنساب، ج:1، ص:152)

پر طنز و تنقید کرنے لگے۔ کھانے سے فارغ ہو کر اُنھوں نے خربوزے کھائے اور دل لگی کے لیے اُس کے چھلکے میرے سر پر مارنے لگے۔ اپنی خستہ حالی اور اُن کی طرف سے تذلیل و تحقیر پر میرا دل خوش ہو رہا تھا۔

اِس پورے واقعہ کا انجام ذکر کرتے ہوئے داتا صاحب علیہ الرحمہ نے لکھا: ہر چند کہ آں طَعْنِ اِیْشَاں بَر مَنْ زِیادَتْ مِی شُدْ دِلِ مَنْ اَنْدَرْ آں خُوشْ تَرْ هَمِی گَشْتْ؛ تابَهْ گَشِیْدنِ ایں بَارْ وَاقِعَهْ بَرْ مَنْ حَلّ شُدْ۔ جس قدر اُن کی طعن و تشنیع بڑھتی گئی اُتنا ہی میری باطنی خوشی میں اِضافہ ہوتا گیا، حتّٰی کہ اِس واقعہ کا بوجھ برداشت کرنے کی برکت سے (اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور) میرا (وہ بڑا) مسئلہ حل ہو گیا (جو کئی ماہ کی کوشش سے حل نہیں ہو رہا تھا)۔

آپ نے مزید لکھا: تب مجھے سمجھ آئی کہ مشائخ اِس طرح کے جاہل لوگوں کو اپنے درمیان کیوں رکھتے ہیں اور اُن کا بوجھ کیوں اُٹھاتے ہیں! (اُن کی باتیں برداشت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بزرگوں کی راہیں آسان فرما دیتا ہے)

(کشف المحجوب فارسی، الباب السادس [قبیل ذکر الصحابۃ]، ص: 84، 85 سنگِ میل پبلی کیشنز)

تربیت: حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کے اِس واقعہ سے کئی باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

- شریعت پر عمل کرنے میں کوئی مشکل پیش آئے یا کسی روحانی مسئلہ میں رکاوٹ پیدا ہو تو ہمت نہیں ہارنی چاہیے؛ ایسا بڑے بزرگوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسا کر کے کوشش جاری رکھیں تو ضرور کامیابی ملتی ہے۔
- بزرگوں کے پاس حاضر ہو کر اُن کا وسیلہ پیش کر کے ربّ تعالیٰ سے دُعا کرنا کوئی نئی بات نہیں، مسلکی اختلافات پیدا ہونے سے بہت پہلے برِّصغیر میں اسلام کی بہار لانے والے داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔
- بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہو کر اُن کی توجّہ حاصل کرنے کے لیے شریعت پر عمل اور ظاہری و باطنی پاکیزگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ فیضِ عالَم علیہ الرحمہ حضرت بایزید رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر جا کر روزانہ کئی مرتبہ غسل اور وضو کرتے تھے، حالانکہ یہ نفلی عمل ہے، اگر نفلی عمل کا اتنا اہتمام تھا تو فرائض کی پابندی کا عالَم کیا ہو گا۔
- اگر کبھی دلی مراد پوری نہ ہو تو دل نہیں توڑنا چاہیے اور کسی بھی حالت میں شکوہ نہیں کرنا چاہیے کہ مَیں تو مانگ مانگ کر تھک گیا ہوں۔ بعض اوقات کچھ دیر بعد ملتا ہے اور جو مانگا ہو اُس سے کہیں زیادہ مل جاتا ہے۔
- حضور فیضِ عالَم رحمۃ اللہ علیہ اِس واقعہ کے ذریعے بنیادی طور پر یہ بات سمجھانا چاہتے ہیں کہ اگر دین کے راستے میں طعنے ملیں تو دل چھوٹا کر کے دین کو نہیں چھوڑنا چاہیے؛ طعنے تو ہر دَور میں محبوبانِ خدا کو ملتے رہے ہیں۔ طعنوں اور پھبتیوں کے ڈر سے داڑھی نہ رکھنا، شادی وغیرہ کے موقع پر بے ہودہ رسمیں پوری کرنا اور اپنے بچوں کو علمِ دین سے محروم رکھنا وغیرہ... ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

مفتیٔ اعظم پاکستان کی استقامت: داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طعنوں اور مشکلات کے باوجود استقامت کا جو درس دیا ہے، ماضی قریب میں اُس پر عمل کی بہترین مثال مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت میں ملتی ہے۔ آپ کا

یومِ وصال 26 اگست 2003ء ہے، اِس مناسبت سے اُن کی مبارک سیرت سے ایک دو مثالیں پیش کی جائیں گی، اولاً یہ ذہن میں رہے کہ:

- مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جس اِدارے کے مہتمم اور مدرّس تھے اُس کا نام جامعہ نظامیہ رضویہ ہے۔ یہ جامعہ اہلِ سنت کے سب سے بڑے اِداروں میں سے ایک ہے، جہاں سے فیض پانے والے افراد پوری دُنیا میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اِس وقت بھی جامعہ کے نیٹ ورک میں ہزاروں طلبہ وطالبات دینی وعصری تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
- "تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان" کی جاری کردہ سند کو ہائر ایجوکیشن کمیشن ایم۔اے (عربی، اسلامیات) کے برابر تسلیم کرتا ہے۔ مفتیٔ اعظم پاکستان تقریباً 28 سال تک اِس تنظیم کے ناظمِ اعلیٰ اور دو سال تک مرکزی صدر رہے اور اِسے عروج تک پہنچایا۔
- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی فتاوٰی یعنی فتاوٰی رضویہ کو عالَمی معیار کے مطابق شائع کرنے اور پوری دُنیا میں اُسے پہنچانے کا سہرا بھی مفتیٔ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے سر سجتا ہے۔
- اِن کے علاوہ بھی آپ نے مختلف سرکاری وغیر سرکاری عہدوں پر کام کیا اور دُنیا بھر کی سُنّی تنظیمات اور اِداروں کی سرپرستی فرمائی۔

آپ جب جنوری 1963ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے مہتمم بنے تو اِس قدر مشکلات تھیں کہ:

❖ اہلِ محلہ نے ایک شخص کو جعلی طور پر پاگل بنا رکھا تھا، وہ روزانہ صبح کے وقت مدرسہ کی چھت پر چڑھ کر مفتیٔ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ اور جامعہ سے متعلق دیگر افراد کو گالیاں دیتا تھا، اگر کوئی اُسے روکتا تو اہلِ محلہ لڑائی پر اُتر آتے تھے۔

❖ جامعہ نظامیہ رضویہ کو ختم کرنے کے لیے، اِس کی اراضی / جگہ سے متعلق ایک وزیر کی سرپرستی میں مختلف مقدمات دائر کیے گئے؛ تاکہ آپ تنگ آکر یہ ادارہ ختم کر دیں۔ چنانچہ آپ طلبہ کو تعلیم دینے کے بعد دن بھر مختلف محکموں کے چکر لگاتے رہتے۔

❖ ایک مرتبہ مدرسہ کے مخالفین صلح کرنے کے بہانے آپ کو ایک تاریک مکان میں لے گئے، وہاں اُنھوں نے زدوکوب کرتے ہوئے سینے پر پستول اور گردن پر چاقو رکھ کر کہا: ابھی لکھ کر دو کہ تم مدرسہ ختم کر کے یہاں سے چلے جاؤ گے تو تمہیں چھوڑ دیتے ہیں، ورنہ یہیں پر تمہیں قتل کر دیں گے۔ آپ نے یہ سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا: مَیں اپنی زندگی تک ہی اِس دینی مدرسہ کے لیے خدمات انجام دینے کا پابند ہوں، چنانچہ اگر تم مجھے شہید کر دیتے ہو تو مشکلات سے بھی میری جان چھوٹ جائے گی اور مَیں اپنی ذمہ داری سے بری ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو بھی ہو جاؤں گا۔ آپ کا یہ جواب سُن کر وہ بدمعاش مرعوب ہو گئے اور آپ کو چھوڑ دیا۔

(مجلہ النظامیہ [خصوصی شمارہ]، اگست، ستمبر 2021ء، ص:27، 39، 40، ملخصاً[1])

کئی سالوں تک یہی صورتِ حال رہی اور روزانہ نئے سے نیا فتنہ کھڑا کیا جاتا تھا، مگر اِن پریشان کُن حالات میں مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مشن نہیں چھوڑا اور ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا آج اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری دُنیا میں اُن کا علمی فیضان جاری ہے۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ اُن کے قائم کردہ ہزاروں مدارس جاری ہیں اور اُن کے شاگرد علما دین کی خدمت کر رہے ہیں۔

---

[1] مجلہ پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1hi9BdG2e4zz06ucoS64qNsJ8TXIKw1nx/view?usp=sharing

پیامِ حضور فیضِ عالَم رحمۃ اللہ علیہ... اتباعِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فیضِ عالَم حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ مبارکہ کا ایک مرکزی نقطہ یہ بھی ہے کہ مسلمان کو ہر حال میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ آپ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں جگہ جگہ اِس کا درس دیا ہے۔

حضرت بایزید / ابویزید طَیفور بن عیسٰی بَسطامی رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے تربیت یافتہ و خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:

شوکتِ سَنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنَید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو بعض لوگوں نے بتایا کہ فلاں شہر میں اللہ تعالیٰ کا ایک ولی رہتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مَیں اُس کی زیارت کے لیے گیا۔ جب مَیں اُس کی مسجد میں پہنچا تو وہ اپنے گھر سے باہر آیا اور مسجد میں داخل ہو کر قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوک دیا (کلی کا پانی پھینک دیا)۔ چنانچہ مَیں وہیں سے واپس آ گیا، اُسے سلام بھی نہیں کیا۔[1] مَیں نے خود سے کہا:

⇐ وَلِیْ را بَایَدْ کہ شریعت بَرْ خُودْ نِگاہْ دَارَدْ؛ تا حَقّ تعالٰی بَرْ وَیْ نِگاہْ دارَدْ۔ ولی کو چاہیے کہ اپنے اوپر شریعت کو نافذ کرے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ اُس پر نظرِ رحمت فرمائے۔

⇐ اَگر ایں مَرْدْ وَلِیْ بُودِے آبِ دَهَنْ را بَجَانِبِ قِبْلَهْ (بَرْ زَمینِ مسجد) نَیَفْگَنْدے حِفْظِ حُرْمَتْ رَا، وَیا حَقّ اُوْ رَا نِگاہْ دَاشْتے مَرصِحَّتِ کرامتْ را۔ اگر یہ شخص ولی ہوتا تو عزت و حرمت کے پیشِ نظر مسجد کے فرش پر قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک (کلی کا پانی) نہ پھینکتا یا کرامت کے طور پر اللہ تعالیٰ اِس پر نگاہ فرماتا (اور اِسے شریعت کی خلاف ورزی سے بچا لیتا)۔

حضرت بایزید بَسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آنْ شَبْ پیغمبر را علیہ السّلام بَهْ خواب دیدَمْ کہ مَرا گُفْتْ: «یا بایزید! برکاتِ آنْ چِهْ کَرْدِیْ اندر تُو رَسِیْدْ۔ اُسی رات مجھے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے بایزید! جو تُو نے کیا ہے اُس کی برکتیں تیرے اندر پہنچ گئی ہیں۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دِیگَرْ روز بَدیں درجَهْ رَسِیْدَمْ کہ شُمَا هَمِیْ بِیْنِیْدْ. دوسرے دن مَیں ولایت کے اِس درجہ پر پہنچ گیا جس پر تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ (کشف المحجوب فارسی، الباب الرابع عشر [قبیل الکلام فی اِثبات الکرامات]، ص: 271، سنگِ میل پبلی کیشنز)

اولیائے کرام کے دیوانوں کو چاہیے کہ ولیوں کے سرتاج حضرت داتا صاحب اور آپ کے بزرگوں سے اولیا کی پہچان بھی سیکھیں۔

---

[1] چُوں بہ مسجدِ وَیْ بَرسیدَمْ وَیْ از خانهْ بَیرُوْنْ آمد و اندر مسجد آب از دهان جانبِ قبله افگند۔ مَنْ از آنْ جَابَرْ گَشْتَمْ، وَیْ رَا سَلَامْ نَا گُفْتَهْ۔

قرب کا ذریعہ... اتباعِ رسول ﷺ: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب نصیب ہوا کہ داتا صاحب کے بقول اہلِ طریقت اُسے "معراجِ بایزید" کہتے ہیں۔ اِس موقع پر اُنھیں بہت سے مشاہدات سے نوازا گیا، جنت و دوزخ کو دکھایا گیا اور اُنھیں ایسے مقامات پر فائز کیا گیا کہ عام شخص کے لیے اُن کا تصور بھی ممکن نہیں۔ آپ نے اِس موقع پر ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو التجائیں کیں، اُن میں سے ایک یہ تھی: اے اللہ! مَیں کیا طریقہ اختیار کروں کہ اپنی خودی سے گزر جاؤں؟ (یعنی میری "مَیں"، "انانیت" اور "غرور" ختم ہو جائے، جو کہ قربِ خدا تعالیٰ و مصطفیٰ ﷺ سے بڑی رکاوٹ ہے) حکم دیا گیا: «یَابایزید! خَلَاصِ تُو از تُوئی تُو دَرْ مُتَابَعَتِ دُوْستِ مابَسْتَهْ اَسْتْ، دِیْدَهْ رَابَهْ خَاکِ قَدَمِ وَیْ اِکْتِحَالْ کُنْ وَبَرْ مُتابَعَتِ وَیْ مُداوَمَتْ کُنْ۔» "اے بایزید! تیری خودی (ہماری راہ میں آنے والی تمام رُکاوٹوں) سے تیری خلاصی ہمارے محبوب ﷺ کی غلامی سے وابستہ ہے، اُن کے قدم مبارک سے لگنے والی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ اور ہمیشہ اُن کی اطاعت و اتباع کرو۔"

(کشف المحجوب فارسی، الباب الرابع عشر: الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء، ص:295، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور)

پیامِ حضور فیضِ عالم رحمۃ اللہ علیہ... مایوسی سے اجتناب

یہ بات فیصلہ شدہ ہے اور اٹل حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ بالآخر اسلام کو غالب اور مسلمانوں کو سربلند فرمائے گا۔ اُس نے خود وعدہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ یعنی "ہمت نہ ہارو اور سستی نہ کرو، غم اور پریشانی ختم کر دو، اگر تم سچے مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔" [آلِ عمران 3:139]

اِس وعدہ کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ مسلمانوں کو کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی... ہمیشہ ہر میدان میں کامیابی ہی اُن کے قدم چومے گی... بلکہ بعض اوقات مسلمانوں کو سخت آزمائش میں بھی ڈالا جاتا ہے... تاہم یہ ضرور ہے کہ اگر مسلمان دین پر ثابت قدم رہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوشش جاری رکھیں تو بالآخر اللہ تعالیٰ اُنھیں ہی سُرخ رُو اور سربلند فرماتا ہے۔

اِس وقت اُمّتِ مسلمہ، خصوصاً غزہ اور کشمیر کے حالات پر ایک طرف مسلم حکمرانوں کی بے حسی پر دل خون کے آنسو روتا ہے تو دوسری طرف اہلِ غزہ اور کشمیری مسلمانوں کی استقامت دیکھ کر اُمّید بھی قائم ہو جاتی ہے؛ کیونکہ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے استقامت کا مظاہرہ کیا تو ربّ تعالیٰ نے ایسی شان دار فتح عطا فرمائی کہ دُنیا دیکھتی رہ گئی۔

مصوّرِ پاکستان اقبال علیہ الرحمہ کے دَور میں بھی مسلمانوں کے حالات پریشان کُن تھے، خصوصاً ہندوستان پر انگریزوں کے مظالم اور ہندوؤں کی چالوں نے اقبال کو بہت پریشان کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ اُنھیں بارگاہِ گنج بخش علیہ الرحمہ سے مسلمانوں کی زبوں حالی سے متعلق سوال کا ایسا جواب ملا جو آج بھی بہت اُمّید افزا ہے۔ واقعہ کا خلاصہ کچھ یوں کہ فقیر سید نجم الدین اقبال کے قریبی دوستوں میں سے

ہیں، وہ ایک دن اقبال کے پاس پہنچے تو آپ نے کہا: سُنا ہے کہ آج کل حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں کوئی بہت روشن ضمیر بزرگ آئے ہوئے ہیں، مَیں ان سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں، آپ بھی میرے ساتھ چلیے! سوال یہ پوچھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ سربلند ہوں گے تو آج کل وہ اتنے ذلیل و خوار کیوں ہیں؟ بارگاہِ گنج بخش علیہ الرحمہ میں حاضری کی تیاری کرتے دیر ہو گئی اور فیصلہ ہوا کہ اگلے دن حاضر ہوں گے۔

دوسرے دن سید نجم الدین صبح گیارہ بجے کے قریب اقبال کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اُن کے چہرے کا رنگ زرد ہے اور کسی بات میں یوں گہرا غور و فکر کر رہے ہیں جیسے کوئی سانحہ ہو گیا ہو۔ خیریت پوچھنے پر اقبال نے کہا: آج صبح مَیں یہیں بیٹھا تھا، علی بخش (ملازم) نے آکر اطلاع دی کہ کوئی درویش صفت آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا: بلالو۔ ایک درویش صورت اجنبی شخص میرے سامنے آکر خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ کچھ وقفے کے بعد میں نے کہا: فرمایئے! کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اُس نے کہا: تم بارگاہِ گنج بخش علیہ الرحمہ میں حاضر ہو کر مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے، چنانچہ میں خود تمہارے سوال کا جواب دینے آیا ہوں۔

پھر اُس درویش نے مولانا روم علیہ الرحمہ کی مثنوی کا یہ شعر پڑھا، جو سوال کا جواب تھا:

ہر بِنائے کُہنَہ کہ آباداں کُنَنْد

نِہ کہ اوّل کُہنَہ رَا وِیراں کُنَنْد [1]

(یعنی کسی بھی قدیم عمارت کو دوبارہ تعمیر کرنا ہو تو پہلے اُس کی پرانی بنیادوں کو اُکھاڑتے ہیں، پھر نئی عمارت بنائی جاتی ہے)

اقبال علیہ الرحمہ نے اپنے دوست کو کہا: کچھ نہ پوچھیے کہ مجھ پر کیا گزر گئی! چند لمحوں کے لیے تو کسی چیز کا بالکل احساس ہی نہیں ہو رہا تھا، کچھ حواس ٹھکانے ہوئے تو اُس بزرگ سے بات کرنے کے لیے دوبارہ نظر اُٹھائی، لیکن وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ ڈھونڈنے کے لیے علی بخش کو ہر طرف دوڑایا، لیکن کہیں سراغ نہیں ملا۔

(روزگارِ فقیر، سید وحید الدین، ص:32، 33، ناشر: سید برادرز لاہور۔ الجویر (اِشاعتِ خاص)، ج:1، ص:779، ناشر: محکمہ اوقاف و مذہبی اُمور)

بارگاہِ گنج بخش علیہ الرحمہ سے تشریف لانے والے بزرگ نے اقبال کو مولانا روم علیہ الرحمہ کا جو شعر سنایا، غزہ اور کشمیر کے حالات کو پیشِ نظر رکھ کر اُس کا مفہوم یہ بنتا ہے "اقبال! مایوس مت ہونا، ربّ تعالیٰ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور بالآخر مسلمانوں کو ہی فتح و نُصرت ملے گی۔ یہ غزہ کی ویرانی اور کشمیر میں ظلم و ستم نشاۃِ ثانیہ اور دوبارہ سے غلبے کے لیے ہیں، اگر مسلمان دینی غیرت و وحدت کا مظاہرہ کریں تو ربِّ کریم ایسا عروج عطا فرمائے گا کہ دُنیا حیران رہ جائے گی۔"

---

[1] اقبال علیہ الرحمہ نے اپنی ایک نظم "خضرِ راہ" میں یہ شعر معمولی ترمیم کے ساتھ یوں کہا:

گُفت رومی ہر بنائے کہنہ کآباداں کنند می ندانی اوّل آں بنیاد را ویراں کنند

نوٹ: راوی نے اِس مقام پر اقبال کا شعر نقل کیا ہے، جب کہ بقولِ اقبال اُس درویش نے مولانا روم کا شعر پڑھا تھا؛ لہٰذا ہم نے مولانا روم کا شعر درج کیا ہے۔

حرفِ آخر...پیامِ حضور فیضِ عالَم کی اہمیت اور خطبہ کی تلخیص

انسان زندگی میں کئی دُنیاوی کام بڑے شوق سے کرتا ہے، لیکن آنکھ بند ہونے کی دیر ہے... یہ تمام شوق ختم ہو جائیں گے۔ اِس کے برعکس جس شخص کو کسی نیک عمل سے خاص لگاؤ ہو، باری تعالیٰ کی رحمت سے اُمّید ہے کہ اُسے مرنے کے بعد بھی وہ پسندیدہ کام جاری رکھنے کی اجازت عطا ہو جائے گی۔

خدا کرے کہ ہمیں تلاوتِ قرآنِ حکیم کا شوق پڑ جائے! نماز سے وارفتگی کی حد تک لگاؤ ہو جائے! کثرت سے درودِ پاک پڑھنے کی تڑپ پیدا ہو جائے! مخلوقِ خدا کی خیر خواہی ہمارا مشن بن جائے! تو مرنے کے بعد اِن کاموں کا لُطف ہی کچھ اور ہو گا!

سرتاجِ اولیا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے 981ویں عرسِ مبارک کی مناسبت سے آپ کی سیرت و تعلیمات سے متعلق کچھ گفتگو کی گئی۔ آپ نے زندگی میں مخلوقِ خدا کی خیر خواہی کی اور کثرت سے فیض تقسیم کیا، چنانچہ وہ آج اپنی قبرِ مبارک میں رونق افروز ہو کر بھی عطائے خدائے متعال سے ایک جہان کو فیض تقسیم کر رہے ہیں اور سچ مچ "فیضِ عالَم" ہیں۔

فیضِ عالَم رحمۃ اللہ علیہ کا فیض پانے اور آپ کو خوش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے کہ آپ کو ایصالِ ثواب کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی تعلیمات پر بھی عمل کیا جائے اور آپ کی حسین کتاب "کشف المحجوب" سے راہ نمائی لی جائے۔

خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ نے اپنے پیاروں کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ "اور اُس شخص کے طریقے پر چلنا جس نے میری طرف رجوع کیا، پھر تم سب نے میری ہی طرف لوٹنا ہے تو میں تمھیں بتادوں گا جو کام تم کرتے تھے۔" [لقمٰن 15:31]

آج کے خطبہ میں پیامِ حضور فیضِ عالَم علیہ الرحمہ کے حوالے سے جو گفتگو ہوئی اُس کے چند اہم نکات یہ ہیں:

- ❖ بزرگوں کے پاس حاضر ہو کر اُن کا وسیلہ پیش کر کے ربّ تعالیٰ سے دُعا کرنا کوئی نئی بات نہیں، خاکِ پنجاب جن کے دم قدم سے زندہ ہے وہ داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔
- ❖ بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہو کر اُن کی توجّہ حاصل کرنے کے لیے شریعت پر عمل اور ظاہری و باطنی پاکیزگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ فیضِ عالَم علیہ الرحمہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر روزانہ کئی مرتبہ غسل اور وضو کرتے تھے، حالانکہ یہ نفلی عمل ہے،[1] اگر نفلی عمل کا اتنا اہتمام تھا تو فرائض کی پابندی کا عالَم کیا ہو گا۔

---

[1] الملاحظة: الوضوءُ على الوضوءِ مندوبٌ إذا أدّى بالأول عملًا أو تبدَّل مجلسٌ۔ والتفصيل في ردّ المحتار تحت سننِ الوضوء، مطلب في الوضوء على الوضوء۔

❖ لوگوں کے طعنوں سے ڈر کر یا مشکلات آنے کے تصوّر سے ربِّ کریم کے احکام اور دینی تقاضوں کو چھوڑنا بڑی محرومی ہے۔ اگر انسان استقامت اختیار کرے تو دین پر عمل کی وجہ سے ملنے والے طعنے انسان کے لیے بڑی سعادتوں کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اگر استقامت مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی ہو تو ربّ تعالیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ کا بے مثال عروج عطا فرماتا ہے۔

❖ ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ شریعت کا پابند اور سنت پر عمل کرنے والا ہوتا ہے، جو اِس معیار پر پورا نہیں اُترتا ہمیں اُس کی پیروی کی اِجازت نہیں، چاہے وہ ہواؤں میں کیوں نہ اُڑتا رہے۔ سیدنا بایزید علیہ الرحمہ کو سرورِ عالم ﷺ نے خواب میں تشریف لا کر اِسی بات پر نوازا تھا کہ اُنھوں نے سنت چھوڑنے والے شخص کو چھوڑ دیا تھا۔

❖ ربّ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسلام کو غلبہ اور مسلمانوں کو سربلندی عطا فرمائے گا اور یہ وعدہ ضرور سچا ہے۔ غزہ کی ویرانی اور کشمیر میں ہونے والے ظلم و ستم سے مایوسی نہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اہلِ غـــزہ کی استقامت اور اہلِ کشمیر کی جرأت عروج کا ذریعہ ہوگی... تاہم اُمّت جس طرح اپنے اپنے مفادات کا تحفّظ کر رہی ہے اور عملی طور پر فلسطینی مسلمانوں کے لیے کچھ نہیں کر رہی اِس پر ڈرنا چاہیے کہ ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے!

شرعی مسئلہ: اللہ تعالیٰ کا نام نہایت عظمت و شان والا ہے اور اُس سے ہر اچھے کام کا آغاز کرنا چاہیے، مگر اِس مبارک نام کو بے موقع ذکر کرنا غلط ہے، بلکہ بعض اوقات بہت سخت حکم ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی غلط کام کو شروع کرنے کے لیے کسی سے یہ کہا جائے: "بسم اللہ کریں"۔ اِسی طرح کسی کو کھانے وغیرہ کی دعوت دی جائے تو وہ جواب میں کہے: "بسم اللہ کریں"، یہ غلط ہے۔ یعنی باری تعالیٰ کا نام بے موقع ہرگز نہیں لینا چاہیے۔ (دیکھیے منح الروض الأزهر فی شرح الفقه الاکبر، ص: 462، 463، دار البشائر الإسلامية۔ اسلامی اخلاق و آداب، از صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، ص: 31، 32)

اللہ تعالیٰ حضور فیضِ عالَم علیہ الرحمہ کے صدقے میں ہماری بخشش و مغفرت فرمائے، آپ کے پیغام کو سمجھ کر آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے اور آپ کے فیض سے وافِر حصہ عطا فرمائے۔

ربِّ کریم اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غـــزہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق سے نوازے۔

قادیانیوں سے متعلق اسمبلی میں قانون پاس کروانے اور ہر محاذ پر اُس کی حفاظت کرنے کے لیے جتنے حضرات نے کاوشیں کیں، مالکِ کریم سب کو اپنی شایانِ شان جزا عطا فرمائے۔

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات عطا کرے، حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے اور اُنھیں شعور بھی عطا کرے کہ قومی دولت فقط کھیلوں کے لیے نہیں ہوتی، اِس میں دین کا بھی کچھ حصہ ہوتا ہے۔ آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ